گزشتہ سے پیوستہ

دوسری قسط (آخری)

عہدِ نبوی ﷺ کے نظامِ تعلیم وتربیت میں

"صُفّہ اور اصحابِ صُفّہ"

کا کردار

مولانا حافظ محمد ثانی صاحب

انصار مدینہ اپنے باغات سے "اصحاب صفہؓ" کے لئے کھجوروں کے خوشے بھیجا کرتے تھے، جو مسجد نبویؐ کے دوستونوں کے درمیان رسی پر لٹکا دیئے جاتے تھے، اور اصحاب صفہؓ ان خوشوں سے کھجوریں توڑ توڑ کر کھایا کرتے تھے، اس کے نگراں حضرت معاذ بن جبلؓ تھے۔ یہ رسم ایک عرصے تک جاری رہی اور اہل مدینہ اپنے باغات کی کھجوروں کے خوشے مسجد نبویؐ میں رسّی پر لٹکاتے تھے اور نمازی انہیں کھا کر اپنی بھوک مٹاتے تھے۔(۳۷)

"صفہ" کے حلقۂ درس کے سب سے ممتاز طالب علم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا شمار ان صحابہؓ میں کیا جاتا ہے جو علم حدیث کے اساطین سمجھے جاتے ہیں، آپ بالا تفاق صحابۂ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی جماعت میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے، اگرچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت انس بن مالکؓ بھی حفاظ میں ممتاز درجہ رکھتے تھے لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کثرت روایت میں ان پر بھی تفوق حاصل تھا خود "صفہ" کے معلم اول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ابوہریرہؓ علم کا ظرف ہیں۔(۳۸)

آپ خود جیسے علم کے شائق تھے چاہتے تھے کہ ہر مسلمان کے دل میں طلب علم کا یہی جذبہ پیدا ہو جائے۔ ایک روز بازار جا کر لوگوں کو پکارا کہ تمہیں کس چیز نے مجبور کر رکھا ہے؟ لوگوں نے پوچھا کس شے سے؟ کہا! وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم لوگ یہاں بیٹھے ہو، لوگوں نے پوچھا کہاں؟ فرمایا مسجد میں، چنانچہ سب دوڑ کر مسجد آئے، جہاں کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے، کچھ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھے، کچھ حلال وحرام پر گفتگو کر رہے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ گویا ہوئے!

تم لوگوں پر افسوس ہے، یہی تمہارے نبی کی میراث ہے۔(۳۹)

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کردہ احادیث (مرویات) کی مجموعی تعداد ۵۳۷۴ ہے۔ احادیث نبویؐ کے عظیم الشان ذخیرہ کی مناسبت سے آپ کے رواۃ و تلامذہ کا دائرہ بھی وسیع تھا۔ اکابر صحابہؓ میں حضرت زید بن ثابتؓ، ابوایوب انصاریؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، ابی بن کعبؓ، انس بن مالکؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، جابر بن عبداللہؓ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، تابعین میں سعید بن مسیبؒ، حسن بصریؒ، محمد بن سیرین، سلیمان بن یسار، طاؤس، عکرمہ، مجاہد، عطا، عامر شعبی، عطاء بن یسار، موسیٰ بن یسار، وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ صحابہؓ اور تابعینؒ میں آپؓ کے رُواۃ کی تعداد ۸۰۰ سے متجاوز ہے۔(۴۰)

دیگر اکابر اور علمائے صحابہؓ کے مقابلہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے کثرت علم اور وسعت معلومات کا سبب یہ تھا کہ ان کو اس قسم کے مواقع

حاصل تھے جو دوسرے صحابہؓ کو حاصل نہ تھے۔ آپ خود اپنی کثرت روایت کے اسباب بیان کرتے ہیں کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ابوہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے، حالانکہ مہاجرین وانصار ان حدیثوں کو نہیں بیان کرتے۔ مگر معترضین اس پر غور نہیں کرتے کہ ہمارے مہاجر بھائی بازاروں میں اپنے کاروبار میں لگے رہتے تھے اور انصار اپنی زراعت کی دیکھ بھال میں سرگرداں رہتے تھے۔ میں محتاج آدمی تھا میرا سارا وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گزرتا تھا اور جن اوقات میں وہ لوگ موجود نہ ہوتے تھے اس وقت بھی میں موجود رہتا تھا۔ دوسرے جن چیزوں کو وہ بھلادیتے تھے میں ان کو یاد رکھتا تھا۔(۴۱)

صفہ کے علمی فیضان کی بدولت اس حقیقت کے باوجود کہ ابتدأنہ تعلیمی ادارے عام تھے اور نہ ہی تعلیمی سہولتیں موجود تھیں صحابۂ کرامؓ نے حصول علم کا سلسلہ جاری رکھا۔

''صفہ'' کے علمی فیضان اور وسیع تر فروغ علم ہی کا اثر تھا کہ صحابۂ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت حفظ قرآن کے منصب جلیل پر فائز ہوچکی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیّد الحفاظ تھے اور آپؐ کے بہت سے تلامذہ حافظ قرآن تھے۔

چنانچہ مہاجرین میں!

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرا ابن عباسؓ، حضرت عمرو بن عاصؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت ابن زبیرؓ، حضرت عبداللہ بن سائبؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم،

اور انصارؓ میں!

حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابوالدرداءؓ، حضرت مجمع بن حارثہؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت ابوزید وقیس بن سکن رضی اللہ عنہم حفاظ قرآن ہیں۔

گوکہ ان صحابہؓ میں سے بعض نے وصال نبویؐ کے بعد قرآن یاد کیا۔ حفاظ صحابہؓ کی کثرت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ عہد نبویؐ میں بئر معونہ کے المیہ میں ستر حفاظ صحابہؓ شہید ہوئے اور عہد صدیقیؓ میں جنگ یمامہ میں بھی اسی تعداد میں حفاظ صحابہؓ شہید ہوئے تھے مذکورہ حفاظ قرآن کے علاوہ اور بہت سے صحابہؓ حافظ قرآن تھے۔(۴۲)

جبکہ بعض صحابۂ کرامؓ نے معلم کتاب وحکمت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی تاویل وتفسیر (علوم القرآن) کی تعلیم حاصل کی تھی اور وہ اس حوالے سے شہرت رکھتے تھے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں اس حوالے سے مذکورہ ذیل صحابہؓ کی تصریح کی ہے!

حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت اُبی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم۔(۴۳)

امام بخاریؒ نے صحابۂ کرامؓ کی تفسیری روایات کو یکجا کرکے ''کتاب تفسیر القرآن'' کے عنوان سے صحیح بخاری میں ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے۔

مذکورہ بالا اکابر صحابہؓ کے علاوہ چند دیگر صحابہؓ سے بھی تفسیری روایات منقول ہیں، لیکن وہ کم ہیں اور انہیں زیادہ شہرت حاصل نہیں ہوئی، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں!

حضرت انس بن مالکؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ۔(۴۴)

دوسری طرف متعدد سیرت نگاروں اور تذکرہ نویس ومورخین نے "مفتیان نبویؐ" کے عنوان سے خاص فصلیں قائم کی ہیں جن میں ان صحابہ کرامؓ کا تذکرہ کیا گیا ہے، جو عہد نبویؐ کی مثالی درس گاہ "صفہ" کے وسیع تر علمی فیض واثر کی بدولت فقہ واجتہاد اور فتاویٰ کے حوالے سے قابل ذکر شہرت کے حامل ہوئے۔

ابن سعد نے مختلف روایات میں ایسے آٹھ صحابہ کرامؓ کا تذکرہ کیا ہے، جو عہد نبویؐ میں فتوے دیتے اور دینی فیصلے صادر کرتے تھے۔ ان میں خلفائے راشدینؓ کے علاوہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ شامل تھے۔ ابن جوزی نے عہد نبویؐ کے مفتیان گرامی کی تعداد تیرہ بتائی ہے اور مذکورہ بالا صحابہ کرامؓ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حذیفہ بن یمانؓ، ابوالدرداءؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کے اسمائے گرامی کا اضافہ کیا ہے۔ ایک اور ماخذ کے مطابق کم از کم چودہ، پندرہ صحابہؓ فتویٰ دینے کے مجاز تھے۔ ان میں نئے اسمائے گرامی کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، اور ابو ہریرہؓ، انس بن مالکؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہیں۔ جبکہ ایک اور روایت میں مشہور صحابی حضرت عمار بن یاسرؓ کو بھی انہی اہل علم میں شامل کیا گیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے عہد نبویؐ کے مفتیان کرام کی جو فہرست دی ہے اس میں پچیس صحابہ کرامؓ کے نام مذکور ہیں اور دعویٰ کیا ہے کہ ان اہل فتاویٰ میں سے متعدد حضرات وخواتین کے فتاویٰ کو کئی ضخیم جلدوں میں مدوّن کیا جا سکتا ہے۔ اس فہرست میں جن نئے صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی آئے ہیں ان میں! حضرت عبداللہ بن عمر، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمرو بن عاص، جابر بن عبداللہ، ابو سعید خدری، زبیر بن عوام، عمران بن حصین، ابوبکر، عبادہ بن صامت، معاویہ بن ابی سفیان، عبداللہ بن زبیر اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

ایک روایت کے مطابق عہد نبویؐ کے مفتیوں کی تعداد ایک سو بیس سے متجاوز تھی۔(۴۵)

مفتیان نبویؐ کی مندرجہ بالا روایات ایک دوسرے کے منافی نہیں بلکہ مؤید ومصدق ہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ تمام اکابر صحابہ کرامؓ جو اہل علم تھے اور صحبت نبوی اور علوم نبوی سے فیض یاب ہوئے تھے افتاء کے اہل تھے اور حقیقتاً فتویٰ دیتے تھے، چنانچہ اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہونے کے بعد مختلف اسلامی ممالک میں صحابہ کرامؓ نے جو دینی خدمات انجام دیں ان سے اس امر کی بخوبی تصدیق ہوتی ہے۔(۴۶)

"صفہ" کے ہمہ گیر علمی فیضان کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ "اصحاب صفہؓ" میں سے بعض علوم نبوت یعنی کتاب وسنت اور فقہ و فتویٰ کے ترجمان ومعلم ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر علوم والسنہ کے بھی عالم تھے۔ چنانچہ "صفہ" کے بالواسطہ یا بلاواسطہ فیض علمی کی بدولت علوم والسنہ کے ماہر پیدا ہوئے یا انہیں مزید جلا عطا ہوئی۔ مثلاً! علم الانساب میں سیدنا ابو بکر صدیقؓ، ابوالجہم بن حذیفہؓ، جبیر بن مطعمؓ سب سے بڑے عالم تھے۔ ان کے علاوہ حضرت عثمان بن عفانؓ، علی بن ابی طالبؓ اور عقیل بن ابی طالبؓ بھی اس میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ زید بن ثابتؓ سریانی زبان کے عالم تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صرف سترہ دن میں اس زبان میں لکھنے پڑھنے کی مہارت حاصل کرلی تھی، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ ابو بکر صدیقؓ تعبیر رؤیا میں سب سے آگے تھے، عبداللہ بن عباسؓ حدیث، تفسیر، مغازی، اشعار اور ایام عرب میں جامعیت کے مالک تھے اور ایک ایک دن سب کا علیحدہ علیحدہ درس دیتے تھے۔ ابوالدرداءؓ حدیث، فقہ، فرائض، حساب اور اشعار عرب کے جامع عالم ومعلم تھے۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ جہنیؓ جامع قرآن قاری، فرائض وفقہ کے عالم، شاعر، کاتب اور فصیح وبلیغ جلیل القدر محدث تھے۔ ام

المؤمنین عائشہ صدیقہؓ بھی حدیث وفقہ وفرائض کے ساتھ انساب عرب، اشعار عرب اور علوم نبویؐ میں مرجع تھیں۔(۴۷)

صہیب بن سنان رومیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی اور اسفار کے خاص راوی تھے اور اپنے شاگردوں سے صرف ان ہی کو بیان کرتے تھے، عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سریانی اور عبرانی زبان سے واقف تھے اور تورات پڑھتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے تورات نہیں پڑھی تھی لیکن اس کے مضامین سے اچھی طرح واقف تھے، اس کی شہادت کعب احبارؒ نے دی ہے، وہ فارسی اور حبشی کے بھی عالم تھے۔

سلمان فارسیؓ کی مادری زبان فارسی تھی، ایک روایت کے مطابق اہل فارس نے ان سے سورۂ فاتحہ کے فارسی ترجمے کی خواہش کی تو ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کا ترجمہ ''بنام یزداں بخشایندہ'' کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا اور اہل فارس نے اس ترجمہ کو پڑھنا شروع کیا اور جب ان کی زبان میں نرمی پیدا ہو گئی تو عربی میں پڑھنے لگے۔(۴۸)

ترمذی کی روایت کے مطابق خود حضرت زید بن ثابتؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''سریانی'' زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا، چنانچہ ان کا بیان ہے!

امرنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أن أتعلّم السّریانیة-(۴۹)

انتہائی تنگ دستی اور غربت کے عالم میں زندگی بسر کرنے والے مسلمانوں نے بھی حصول علم کو فوقیت دی اور اس شعبہ میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ تعلیمی وسائل سے محروم یہی مسلمان چند برسوں میں اتنا ممتاز مقام حاصل کر گئے کہ جہاں جہاں ان کے قدم پہنچے وہاں تعلیم و تربیت کے اعلیٰ مراکز قائم ہو گئے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد ہی مسند درس وارشاد قائم ہو چکی تھیں جہاں تعلیمی اعتبار سے مرکز فضیلت سمجھا جاتا تھا۔ یہ مراکز مختلف شہروں میں قائم تھے۔

چنانچہ وصال نبویؐ کے بعد خلافت راشدہ میں فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا تو نئے نئے مفتوح علاقوں میں جہاں دیگر کبار صحابہؓ نے اقامت اختیار کی ان میں ''اصحاب صفہؓ'' کا کردار بھی قابل ذکر اہمیت رکھتا ہے۔ بلاد اسلامی میں اقامت گزیں صحابہؓ نے امارت، قضاء، تعلیم، جہاد اور علوم نبویؐ کی تعلیم و تبلیغ میں قابل ذکر خدمات انجام دیں۔ ابوحاتم رازی ''کتاب الجرح والتعدیل'' کے مقدمے میں لکھتے ہیں!

ثم تفرقت الصحابة رضی اللّٰہ عنہم اجمعین فی النواحی والأ مصار والثغور، وفی فتوح البلدان والإ مارة والقضاء والأ حکام فبثّ کل واحد منہم فی ناحیته وبالبلد الذی ہوبه ماوعاہ وحفظه عن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم و حکموا بحکم اللّٰہ عزوجل و امضوا الا مور علی ماسن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم و افتوا فی ماسئلو اعنه مما حضرہم من جواب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن نظائر ھا من المسائل و جرّدوا أنفسہم مع حسن النية والقربة إلی اللّٰہ تقدّس اسمه لتعلیم الناس الفرائض و الأ حکام والسنن والحلال و الحرام حتی قبضہم اللّٰہ عزّوجل رضوان اللّٰہ و مغفرته ورحمته علیہم اجمعین(۵۰)

حضرات صحابہؓ عالم اسلام کے اطراف ونواحی، بلاد وامصار، سرحدات میں اور فتوحات امارت، قضاء اور تبلیغ احکام کے سلسلہ میں پھیل گئے، اور ان میں سے ہر ایک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا، دیکھا اور یاد کیا تھا سب کو عام کیا، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہر معاملہ میں عمل کیا اور ان سے کئے گئے سوال میں وہی فتویٰ دیا جو اس جیسے سوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ لوگوں کو فرائض، احکام، سنن، حلال،

حرام کی تعلیم کے لئے حسن نیت اور تقرب خداوندی کے جذبے کے ساتھ اپنے آپ کو وقف کر دیا اور اسی میں زندگی بسر کی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھالیا۔

قاضی اطہر مبارکپوری (علامہ جلال الدین سیوطی / تدریب الراوی ص ۴۰۵/۴۰۶ مطبوعہ مصر کے حوالے سے) لکھتے ہیں!

عہد خلافت راشدہ میں فتوحات کا سلسلہ وسیع ہوا تو مستقل معلمین عمال کے ساتھ روانہ کئے گئے۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بصرہ کے عامل بنائے گئے تو حضرت عمران بن حصینؓ قرآن مجید و شریعت اسلامی کی تعلیم کے لئے ان کے ساتھ بھیجے گئے، اسی طرح شام کی فتح کے بعد مختلف شہروں میں عمال کے علاوہ قرآن کے معلمین کا تقرر ہوا، حضرت عبادہ بن صامتؓ نے معلم قرآن کی حیثیت سے حمص میں قیام فرمایا، حضرت معاذ بن جبلؓ فلسطین روانہ ہوئے اور حضرت ابوالدرداءؓ نے دمشق میں اقامت فرمائی۔(۵۱)

ان معلمین نے مفتوح شہروں میں تعلیم کے لئے مکاتب قائم کئے اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہو گیا، لوگ جوق در جوق علم کی تحصیل کے لئے ان کے درس میں شریک ہوتے، حضرت ابوالدرداءؓ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ دمشق کی جامع مسجد میں درس کے لئے بیٹھتے تو طلبہ کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ گویا کسی بادشاہ کے استقبال کے لئے لوگ جمع ہوئے ہیں، صحابہؓ جہاں بیٹھتے، محفل کی شمع بن جاتے اور لوگ حصول علم کے لئے پروانوں کی طرح ان پر گرتے، ابوادریس خولانی بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حمص کی مسجد میں گئے تو ۳۲ صحابہؓ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے وہ یکے بعد دیگرے اپنی روایتیں سناتے رہے اور لوگ ہمہ تن گوش سنتے رہے۔(۵۲)

صحابہ کرامؓ نے علوم نبویؐ کی ترویج و اشاعت کی خدمت مستقل طور پر انجام دی، جو جس شہر میں قیام پزیر تھے انہوں نے وہاں کی مساجد میں روایت و سماع کے لئے حلقے قائم کئے۔ مثلاً! حضرت جابر بن عبداللہؓ مسجد نبویؐ میں مستقل طور پر درس دیتے تھے، حضرت ابوالدرداءؓ دمشق کی مسجد میں بیٹھتے تھے۔ حضرت خزیمہ بن اسحاقؓ کوفہ کی مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ کتاب و سنت کی تعلیم و اشاعت کے ساتھ جب مختلف نئی صورتوں اور ضرورتوں میں کتاب و سنت پر قیاس کر کے مسائل کے استنباط کی ضرورت پڑی تو ایسے اہل علم متعین کئے گئے جو اس خدمت کو اپنی دینی اور علمی بصیرت سے انجام دیں اور لوگوں کو مسائل کے استنباط کے طریقے بتائیں، چنانچہ مختلف صحابہؓ اس خدمت پر مامور ہوئے اور ان کے ذریعہ علم فقہ کی اشاعت ہوئی۔ مثلاً حضرت عبدالرحمٰن بن قاسمؓ شام میں، حضرت عبداللہ بن معقلؓ اور حضرت عمران بن حصینؓ بصرہ میں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مدائن میں اور حضرت حبان بن جبلہؓ مصر میں اس خدمت پر مامور تھے۔(۵۳)

جیسا کہ معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ میں سے قراء و معلمین کی بطور خاص نشان دہی فرما کر ان سے تحصیل علم کی تاکید فرمائی تھی اور آپ کے بعد ان حضرات نے دینی تعلیم و تربیت کے حلقات و مجالس قائم کیں اور امت میں انہیں دینی و علمی سیادت و مرجعیت حاصل رہی۔ ان کا بڑا طبقہ مرکز اسلام مدینہ منورہ میں تعلیم و تعلم میں سرگرم رہا۔ بہت سے صحابہ کرامؓ نے مکہ مکرمہ، کوفہ، بصرہ، شام، مصر وغیرہ میں اپنی مجالس اور حلقے جاری کئے اور ان تمام کلیات کا تعلق جامعہ مدینہ "صفہ" سے رہا۔

قاضی اطہر مبارکپوریؒ نے عہد صحابہؓ کی ایسی ۲۵ باضابطہ درس گاہوں کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے، ذیل میں ان درس گاہوں کے نام ذکر کئے جاتے ہیں!

☆ درس گاہ حضرت ابی بن کعب انصاریؓ، مدینہ منورہ، ☆ درس گاہ عبادہ بن صامتؓ شام، ☆ درس گاہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مدینہ منورہ، ☆ درس گاہ حضرت براء بن عازبؓ، مدینہ، کوفہ، ☆ درس گاہ حضرت جابر بن عبداللہؓ، مدینہ منورہ، ☆ درس گاہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، ☆ درس گاہ حضرت ابوہریرہؓ دوسی، مدینہ منورہ، ☆ درس گاہ حضرت ابوسعید خدریؓ، مدینہ منورہ، ☆ درس گاہ حضرت سہل بن

سعد ساعدیؓ، مدینہ منورہ، ☆درس گاہ حضرت زید بن ثابتؓ، مدینہ منورہ، ☆درس گاہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، مدینہ منورہ، کوفہ، ☆درس گاہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، مدینہ منورہ، ☆درسگاہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، مدینہ منورہ، ☆درس گاہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ، مدینہ منورہ، ☆درس گاہ حضرت ابوالدرداءؓ، مدینہ، شام، ☆درس گاہ حضرت معاذ بن جبلؓ، حمص، ☆درس گاہ حضرت انس بن مالکؓ، مدینہ، بصرہ، ☆درس گاہ ابو موسیٰ اشعریؓ، کوفہ، بصرہ، ☆درس گاہ حضرت عقیل بن ابو طالبؓ، مدینہ، ☆درس گاہ حضرت عمران بن حصینؓ، بصرہ، ☆درس گاہ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ، بصرہ، ☆درس گاہ عبدالرحمٰن بن غنمؓ، شام، ☆درس گاہ حضرت ابوامامہ باہلیؓ، شام، ☆درس گاہ حضرت واثلہ بن اسقعؓ، دمشق، ☆درس گاہ حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ، مصر۔(۵۴)

عالم اسلام کا کوئی علاقہ یا شہر ایسا نہیں تھا جس میں صحابہؓ نہ پہنچے ہوں، کتنے حضرات وہیں رہ گئے اور بعض حضرات مہینوں یا چند سالوں تک رہے اور ان تمام نے اپنے اپنے علم و معلومات کے مطابق علوم نبوی کی ترویج و اشاعت میں اپنا ہر ممکن اور لافانی کردار ادا کیا۔ ایک قول کے مطابق تیس ہزار صحابہؓ مدینہ منورہ میں اور تیس ہزار صحابہؓ عرب کے قبائل میں تھے، ولید بن مسلم کا بیان ہے کہ ملک شام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والی دس ہزار آنکھیں تھیں، صرف حمص میں پانچ سو صحابہؓ تھے، قتادہ کا بیان ہے کہ کوفے میں ایک ہزار پچاس صحابہؓ آئے ان میں چودہ بدری صحابہؓ تھے، ایک روایت میں ہے کہ کوفہ میں اصحاب شجرہ میں سے تین سو اور اصحاب بدر میں سے ستر صحابہؓ آئے۔ اسی طرح مختلف مقامات میں درس گاہ نبوت کے فضلاء نے علوم نبویؐ کی ترویج و اشاعت میں بھرپور حصہ لیا۔(۵۵)

علوم نبوی ﷺ کی ترویج و اشاعت اور عالم اسلام میں مدارس و جامعات کے قیام میں اصحاب صفہ کی خدمات و مساعی شامل تھیں جو براہ راست معلم کتاب و حکمت کے فیض علمی سے فیض یافتہ تھے۔

ان اداروں سے ایسے افراد وابستہ تھے جنہیں درس و تدریس کا وسیع تجربہ تھا۔ ان شخصیات کو آج بھی نہ صرف عالم اسلام بلکہ پوری دنیا کے عظیم ماہرین تعلیم کا پیشوا سمجھا جاتا ہے۔

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ صفہ (مسجد نبویؐ) میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہونے کے بعد رفتہ رفتہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی اور مقامات پر ایسے ادارے قائم کرنا شروع کئے۔

چنانچہ مسجد نبویؐ کی مرکزی درس گاہ "صفہ" کے قیام کے ساتھ ہی عہد رسالتؐ میں جگہ جگہ تعلیم و تعلم کا انتظام شروع ہو چکا تھا۔ مدینہ منورہ میں مسجدوں، محلوں، قبیلوں، مجلسوں حتیٰ کہ راستوں میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری تھا اور کتاب و سنت اور فقہ کے مذاکرے ہوتے تھے، مدینے میں گھر گھر قرآن کی تعلیم کا رواج ہو گیا، خانگی مکاتب جاری ہو گئے، صحابہؓ اور ان کے لڑکے، پوتے اور بیویاں تک قرآن کی تعلیم سے بہرہ ور ہو گئیں۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم دین اٹھ جانے کی بات کہی تو صحابہؓ نے حیرت اور تعجب کے ساتھ سوال کیا کہ علم باوجود اس قدر اشاعت کے کیسے اٹھ جائے گا؟ زیاد بن لبید سے منقول ہے!

"قالو! یا رسول اللّٰہ و کیف یذھب العلم ونحن نقرأ القرآن، و نقرأہ ابنائنا و یقرأہ ابنا ؤ ناأبنائھم" (۵۶)

صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! علم کیسے ختم ہو جائے گا؟ ہم قرآن پڑھتے ہیں، اپنے لڑکوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے لڑکے اپنے لڑکوں کو پڑھاتے ہیں۔

اس روایت سے مدینہ میں خانگی مکاتب کی کثرت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

یہ درس گاہیں مختلف قبائل اور ان کی مساجد میں قائم کی گئی تھیں، مدینہ کی مساجد کے امام عام طور سے قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے جس میں رات اور دن کی قید نہیں تھی، درس گاہ نبویؐ "صفہ" کے فضلاء امام مقرر کئے جاتے جو امامت کے فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ تعلیم بھی دیتے تھے۔

مختلف حوالوں سے ایسی نو مساجد کی تصدیق ہوتی ہے۔ جنہیں تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ مساجد ایک دوسرے سے تھوڑے فاصلے پر قائم تھیں، اس طرح ہر مسجد کے گردونواح میں رہنے والوں کے لئے اسلامی تعلیمات اور درس و تدریس کی ضروریات انہی سے پوری ہوتی تھیں۔ ابتدائی دور میں قائم ہونے والی ان مساجد کے نام یہ ہیں۔

ا۔	مسجد بنی عمرو بن مبذول	۲۔	مسجد بنی ساعدہ
۳۔	مسجد بنی عبید	۴۔	مسجد بنی زریق
۵۔	مسجد بنی سلمہ	۶۔	مسجد غفار
۷۔	مسجد سالم	۸۔	مسجد جھینہ
۹۔	مسجد بنی رابح بن عبد الأشہل		

جیسا کہ ان مساجد کے ناموں سے عیاں ہے کہ ان کا تعلق مختلف عرب قبائل، خاندانوں اور ان کے علاقوں سے تھا، اس طرح کم و بیش تمام ہی لوگوں کے لئے ان میں تعلیم حاصل کرنے کے مواقع فراہم کر دیئے گئے تھے، یہ سلسلہ روز افزوں بڑھتا گیا اور کئی ایسے مدرسے بھی قائم ہوئے جنہیں انصار مدینہ نے تعمیر کیا۔(۵۷)

یہ دل چسپ حقیقت ہے کہ اصحاب صفہؓ، مرکز اوّل صفہ اور ان مدنی مراکز علم و دانش سے فیض یاب ہو کر ایک دن پھر خود ہی مسند تعلیم وارشاد پر فائز ہوئے۔ کئی روایات میں صراحت آتی ہے کہ تقریباً ۸۰ معلمین و مبلغین جنہوں نے بئر معونہ اور واقعہ رجیع کے المیوں میں شہادت پائی اسی مدرسہ علم و دانش کدۂ نبویؐ "صفہ" کے فیض یافتہ تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ (جن کے علمی فیضان اور صفہ سے ان کی علمی وابستگی کا ذکر گزر چکا ہے) اسی کے پروردہ تھے۔ بعد کے ادوار میں صفہ کے متعدد فراغت یافتہ معلمین نے علم و دانش اور اسلامی علوم کی مشعلیں متعدد مقامات اور اسلامی دنیا میں روشن کیں اور اطراف ممالک میں علوم نبویؐ کی ترویج واشاعت میں ہر ممکن کردار ادا کیا۔(۵۸)

عہد نبویؐ کی اس مثالی اور تاریخی درس گاہ صفہ کو اسلامی تاریخ میں مدارس و جامعات اور دینی اداروں کے رہنما کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ میں علیٰ منہاج النبوۃ قائم کئے گئے مدارس، دینی اداروں اور جامعات کے تعلیمی نظام میں ان بیشتر اصولوں اور خصوصیات کو بنیاد بنایا گیا جو تاریخ اسلام کی اس تاریخی درس گاہ کا طرۂ امتیاز تھیں۔

ملی خاکستر یونان کو تابندگی ان سے
علوم مردۂ ماضی میں آئی زندگی ان سے
یہی اصحابِ صفہ عکس تھے انوار رحمت کے
وجود پاک تھے ان کے مکاتب درسِ حکمت کے
(۵۹)

حواشی و حوالہ جات

(۱)العلق/۱-۳، (۲)البقرہ/۱۵۱،(۳)ابن ماجہ/السنن ۱/۸۳،(باب فضل العلماء والحث علیٰ طلب العلم)دار احیاء التراث العربی بیروت، خطیب بغدادی/الفقیہ والمتفقہ ۱/۱۰،۱۱مطبوعہ بیروت، عبدالفتاح ابوغدۃ/الرسول المعلم وأسالیبہ فی التعلیم ص ۹، ص ۱۰، مکتبہ غفوریہ کراچی ۱۹۹۹ء،(۴)بخاری/الجامع الصحیح، نور محمد اصح المطابع کراچی،(۵) قاضی اطہر مبارکپوری/ خیر القرون کی درس گاہیں اور ان کا نظام تعلیم و تربیت ص ۱۱، شیخ الہند اکیڈمی انڈیا ۱۹۹۵ء،(۶)ایضاً ص ۷۳،(۷)ابن ہشام/السیرۃ النبویۃ ۱/۴۳۴، مطبوعہ مصر ۱۹۳۷ء،(۸)البقرہ/۱۵۱،(۹)نصیر احمد ناصر/پیغمبر آخر و اعظمؐ ص ۴۱۶، فیروز سنز لاہور،(۱۰)ڈاکٹر محمد حمید اللہ/خطبات بہاولپور ص ۲۴۸، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ۱۹۹۲ء،(۱۱)محمد لبیب البتنونی/رحلۃ الحجازیۃ ص ۲۴۰، مطبع الجمالیہ مصر ۱۳۲۹ھ،(۱۲)ڈاکٹر محمد حمید اللہ/عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی ص ۱۹۶، اردو اکیڈمی کراچی، ۱۹۸۷ء،(۱۳)بخاری/الجامع الصحیح (باب التناول فی العلم) مطبوعہ قاہرہ،(۱۴) قاضی اطہر مبارکپوری/خیر القرون کی درس گاہیں ص ۴۴،(۱۵)ایضاً ص ۴۸،(۱۶)حاکم/المستدرک ۱/۱۲۷، مطبوعہ حیدر آباد دکن،(۱۷)ابن سعد/الطبقات الکبریٰ ۱/۳۱۵، دار صادر بیروت،(۱۸)ابن قیم الجوزی/زاد المعاد ۱/۳۱۵، مطبوعہ الرسالہ بیروت ۱۹۷۹ء،(۱۹) قاضی اطہر مبارکپوری/خیر القرون کی درس گاہیں ص ۹۵، ص ۹۶،(۲۰)ایضاً ص ۹۷،(۲۱)ڈاکٹر محمد حمید اللہ/عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی ص ۲۹۱،(۲۲)ڈاکٹر محمد حمید اللہ/خطبات بہاولپور ص ۳۰۵،(۲۳)خطیب بغدادی/الفقیہ والمتفقہ ۲/۱۲۳،(۲۴)محمد عبدالمعبود/تاریخ المدینۃ المنورہ ص ۳۴۳، مکتبہ رحمانیہ لاہور،(۲۵)ابوداؤد/السنن، کتاب العلم، باب القصص، مطبوعہ دہلی،(۲۶)حفیظ جالندھری/شاہنامہ اسلام ۴/۸۴، احسن برادر لاہور،(۲۷)سیوطی/تفسیر جلالین ص ۴۳، اصح المطابع کراچی،(۲۸)حاکم/المستدرک ۳/۱۷، مکتبہ معارف ریاض،(۲۹)محمد ادریس کاندھلوی/سیرت المصطفیٰ ۱/۴۴۱، ۴۴۲، مکتبہ عثمانیہ لاہور، ۱۹۹۲ء،(۳۰) قاضی اطہر مبارکپوری/خیر القرون کی درس گاہیں ص ۴۸، ص ۵۰،(۳۱)بخاری/الجامع الصحیح ۱/۶۳، اصح المطابع کراچی،(۳۲)ایضاً ۲/۹۵۵،(۳۳) قاضی اطہر مبارکپوری/خیر القرون کی درس گاہیں ص ۹۰،(۳۴)ابن حجر عسقلانی/فتح الباری ۱۱/۲۴۲، دار المعرفہ بیروت،(۳۵) قاضی اطہر مبارکپوری/خیر القرون کی درس گاہیں ص ۹۸،(۳۶)ابن حجر/الاصابہ فی تمییز الصحابۃ ۳/۸۰، مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ،(۳۷)السمہودی/وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ص ۴۵۳، بیروت ۱۹۷۱ء،(۳۸)احمد بن حنبل/المسند ۲/۳۷۳، المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۷۸ء،(۳۹)طبرانی/المعجم الاوسط ۱/۲۲۱، مطبوعہ ریاض ۱۹۹۲ء،(۴۰)ابن حجر/تہذیب التہذیب (ترجمہ ابوہریرہؓ) دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ۱۳۲۶ھ،(۴۱)ابن سعد/الطبقات الکبریٰ ۴/۵۶،(۴۲) قاضی اطہر مبارکپوری/خیر القرون کی درس گاہیں ص ۷۹،(۴۳)السیوطی/الاتقان فی علوم القرآن ۲/۱۸۸، مطبوعہ مصر (۴۴)غلام احمد حریری/تاریخ تفسیر و مفسرین ص ۶۵، مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۹۳ء،(۴۵)ابن سعد/الطبقات الکبریٰ ۲/۳۳۵، ۳۴۰، (۴۶)یٰسین مظہر صدیقی/عہد نبوی کا نظام حکومت ص ۱۰۲، ص ۱۰۳، الفیصل لاہور ۱۹۹۵ء، (۴۷)ابن سعد/الطبقات الکبریٰ ۲/۳۷۵، بیروت، (۴۸)عبدالعظیم زرقانی/مناہل العرفان فی علوم القرآن ۲/۵۵، مطبوعہ مصر، نیز دیکھئے! قاضی اطہر مبارکپوری/خیر القرون کی درسگاہیں ص ۱۱۷، ص ۱۱۸، (۴۹)عبدالفتاح ابوغدہ/الرسول المعلمؐ ص ۲۱۵،(۵۰)ابوحاتم الرازی/کتاب الجرح والتعدیل ص ۸، مطبوعہ حیدر آباد دکن،(۵۱)احمد بن حنبل/المسند ۳/۱۳۷، (۵۲)سید ریاست علی ندوی/اسلامی نظام تعلیم ص ۴۶، الفیصل لاہور ۱۹۹۶ء،(۵۳)ایضاً ص ۴۷،(۵۴)تفصیل کے لئے دیکھئے! قاضی اطہر مبارکپوری/خیر القرون کی درس گاہیں ص ۱۴۸-۲۳۴،(۵۵) قاضی اطہر مبارکپوری/ص ۱۱۱،(۵۶)ابن حجر/الاصابۃ ۳/۲۰،(۵۷)محمد یٰسین شیخ/عہد نبوی کا نظام تعلیم ص ۵۲، مطبوعہ آزاد کشمیر ۱۹۹۲ء،(۵۸)ابن سعد/الطبقات الکبریٰ ۲/۵۲-۵۶، ابن جریر/تاریخ الرسل والملوک ۲/۵۳۸،۶/۵۴۵، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۶۰ء، یٰسین مظہر صدیقی/عہد نبوی کا نظام حکومت ص ۹۷،(۵۹)حفیظ جالندھری/شاہنامہ اسلام ۴/۸۵۔